با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

ادب کی اہمیت

تالیف

حضرت علامہ ابوسعید مفتی محمد امین صاحب نقشبندی قدس سرّہٗ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:2439799

نام کتاب	:	ادب کی اہمیت
مؤلف	:	حضرت علامہ ابوسعید مفتی محمد امین صاحب نقشبندی
سن اشاعت	:	محرم الحرام ۱۴۳۰ھ/ جنوری ۲۰۰۹ء
تعداد اشاعت	:	۲۸۰۰
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوۃ و السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَ سَلَّمَ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ عَلٰی اَصْحَابِهِ الْمَهْدِيِّيْنَ
وَ عَلٰی اَحِبَّائِهِ الْكَامِلِيْنَ اَجْمَعِيْنَ

زیرِ نظر کتاب فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد امین زید مجدہ العالی صاحبِ کتبِ کثیرہ متداولہ وصاحب ''آبِ کوثر'' کی تالیف انیق ہے۔

ادب سارے کا سارا راہِ حق ہے، ادب نہیں تو کچھ بھی نہیں، ادب جیسے جیسے مسلمانوں سے رخصت ہوتا گیا بے دینی گھر کرتی گئی اور آج حالت یہ ہوگئی لوگ حرم کعبہ میں بیٹھ کر کعبہ معظّمہ کی طرف پاؤں کئے بیٹھے رہتے ہیں اور قرآن کریم کو زمین پر رکھنا، تکیہ بنالینا یہاں تک کہ جوتوں پر رکھنا، پاک وناپاک جوتے پہن کر مسجد میں داخل ہوجانا عام ہو رہا ہے اور نبی ﷺ کے مواجہ اقدس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہونے کو رواج دیا جارہا ہے، دوسری طرف کچھ گروہ تقریراً وتحریراً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اولیاء کاملین کی شان میں بے ادبیاں وگستاخیاں کرنے کو باعثِ افتخار سمجھ رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

ان حالات میں ادارہ ''جمعیت اشاعت اہلسنّت'' نے اس موضوع پر کچھ شائع کرنا ضروری سمجھا تو شعبہ نشر واشاعت کے ذمہ داران کی نظر حضرت علامہ مفتی محمد امین نقشبندی مدظلہ کے اس رسالہ پر پڑی اور اسے اشاعت کے لئے منتخب کیا۔

مصنّف مدظلہ العالی نے ادب کے حوالے سے واقعات کا تذکرہ بھی فرمایا، ساتھ ہی ان واقعات کو لائے جو بے ادبوں کی سزا کے طور پر مذکور ہوئے تا کہ ادب کی اہمیت واضح ہو۔ ایک بڑا اچھا کارنامہ بھی ہے اور یکجا واقعات کے مطالعہ سے اثر آمیزی بڑھ جاتی ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت اپنے ماہانہ رسالہ میں حالات حاضرہ وادب کی تربیت کی

نیت سے 177 نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مُصنّف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور عوام وخواص کے لئے اس کتاب کو نافع وناصح اور جمعیت اشاعت اہلسنّت کے اراکین وجملہ مؤمنین کے لئے شافع بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد مختار اشرفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آنکھوں دیکھا حال

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ کو حرمین طیبین یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی متعدد بار حاضری نصیب ہوئی وہاں کے کچھ حالات جو دیکھنے میں آئے وہ سپرد قلم کئے جا رہے ہیں۔

(۱)......ایک دن فقیر ظہر کی نماز پڑھ کر حرم مکی ''مسجد حرام'' میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے تو دوسرے صاحب جو کہ پہلے سے وہاں بیٹھے تھے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور آنے والے کا استقبال کیا پھر وہ دونوں بیٹھ گئے اور قرآن پاک کا دور شروع کر دیا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں حافظ قرآن ہیں پڑھتے ہوئے مشابہ لگا ایک کہے یوں ہے دوسرا کہے یوں ہے تو انہوں نے دیوار کے اوپر سے قرآن مجید اٹھایا اور دیکھا غلطی تو نکل گئی مگر انہوں نے اپنی سہولت کے لئے قرآن پاک کو رحل پر رکھ کر اپنے پاس ہی رکھ لیا اور پھر پڑھنا شروع کر دیا تو وہاں ایک آدمی جو کعبہ مکرمہ کی طرف پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا وہ بار بار پاؤں کا انگوٹھا قرآن مجید کے ساتھ لگا دیتا۔

یعنی حرکت کرتے ہوئے اس کا پاؤں قرآن پاک کے ساتھ لگ جاتا حالانکہ وہ دیکھ رہا تھا جب دو تین بار اس نے ایسا ہی کیا تو میں نہ رہ سکا اور اس حافظ قرآن سے عربی میں پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا:

هذا كتاب رب العالمين

تو میں نے کہا دیکھ یہ کیا کر رہا ہے بار بار اپنا پاؤں قرآن مجید کے ساتھ لگا رہا ہے اس پر اس حافظ قرآن نے اس بدبخت کو ڈانٹا تو پھر اس نے پاؤں پیچھے کیا۔

نعوذ باللہ من ذالک

(۲)......مسجد حرام میں ایک شخص قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ اسی دوران

اسے نیند آ گئی تو اس نے قرآن پاک اپنے جوتے پر رکھ دیا اور لیٹ گیا۔ حالانکہ جوتے اور قرآن مجید کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ (معاذ اللہ)

(۳)......۱۹۷۲ء کا واقعہ ہے کہ میں اور میرا بھتیجا حاجی غلام سرور مسجد نبوی شریف میں نماز مغرب سے پہلے قالین پر بیٹھے تھے کہ اچانک عرب ممالک کے دو باشندے ہمارے آگے آ کر بیٹھ گئے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چھوٹا سے بیگ تھا اس نے رکھ کر اسے کھولا اور اس میں ہاتھ ڈال کر جوتا (ہوائی چپل) نکالا اور صف پر رکھ دیا پہلے تو میں دیکھ کر بڑا خوش ہوا کہ یہ کتنا مودب ہے مسجد نبوی شریف میں جوتا چھپا کر لایا ہے۔ لیکن اس نے وہ جوتا قالین پر رکھ کر دوسری بار بیگ میں ہاتھ ڈالا اور نیچے سے قرآن پاک نکال کر پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا کہ یہ لوگ کتنے بے ادب ہیں کہ بیگ میں قرآن پاک رکھا ہے اور اس کے اوپر جوتا رکھا ہوا ہے۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی)

(۴)......عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ قرآن مجید الماریوں میں رکھ کر صفوں کے درمیان وہ الماریاں رکھی ہوئی ہیں اور وہاں کے باشندے اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ جوتا ان رکھے ہوئے قرآن مجید کے اوپر سے گذار دیتے ہیں۔

(۵)......وہاں اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ان الماریوں کے ساتھ جوتا رکھ دیتے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں کرتے اگر کہا جائے تو جواباً وہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہوا اگر جوتا ساتھ رکھ دیا آخر وہ بھی لکڑی ہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی وزیر یا گورنر بیٹھا ہوا اور کوئی شخص اس کے ساتھ جوتا رکھ دے کیا کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ اگر نہیں کر سکتا تو قرآن مجید جس کو عوام کی زبان میں دو جہاں کا بادشاہ کہا جاتا ہے اس کے ساتھ جوتا رکھ دینا کیوں بے ادبی نہ ہو گی۔

(۶)......ہمارے اکابر کی تربیت کا اثر ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف پاؤں پھیلا کر لیٹنا بے ادبی سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہاں سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر خانہ کعبہ ہے مگر وہاں بے ادبی یہاں تک دیکھی گئی کہ حطیم کعبہ جو کہ خانہ کعبہ کی دیوار ہے اس کے اوپر جوتے

رکھے ہوئے ہیں۔(العیاذ باللہ، العیاذ باللہ)

(۷)......روضہ انور کی زیارت کے لئے حاضر ہونے والوں میں بعض کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جوتا ہاتھ میں پکڑے ہوئے جالی مبارک کے قریب کھڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے بے ادب لوگوں کو ادب کی توفیق عطا کردے۔

ان حالات کے پیش نظر فقیر نے یہ کتابچہ لکھا ہے تاکہ میرے مسلمان بھائی ادب کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں۔پڑھئے اور اندازہ کیجئے کہ

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

اللہ تعالیٰ سب کو ادب کی توفیق عطا کرے تاکہ ہم بے ادبی کر کے نیکیوں کو برباد کر کے دوزخ کے حقدار نہ بن جائیں۔

واللہ تعالیٰ الھادی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہٖ واصحابہ اجمعین

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ والوالدیہ ولاحبابہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

ادب کی اہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُکَ یَا مَنْ اَدَّبَ عِبَادَہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ قَالَ تَعَالٰی لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَ رَسُوْلِہٖ خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ و سیِّدِ المرسلینَ و علٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اجمعینَ. اما بعد

ادب سراسر دین ہے۔ادب چراغ راہ مبین ہے۔اب رضاء رب العالمین ہے ادب ہے تو دین ہے ادب نہیں تو کچھ بھی نہیں۔مخدوم الاولیاء سیدی سید محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ نے فرمایا:''الطریق کلہ ادب'' دین سارے کا سارا ادب ہے۔

نیز سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

الطریق کلہ ادب مثل مشہور است ہیچ بے ادب باخدا نہ سد(حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۱۹۰)

ادب سارے کا سارا راہ حق ہے اور یہ مثال مشہور ہے کہ کوئی بے ادب خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو با ادب رکھے اور بے ادبی سے بچائے وہی حامی و ناصر ہے اور وہی کارساز ہے۔عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

ادب کا ثبوت

(۱)......جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر جاتے ہوئے وادی مقدس میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی (طٰہٰ:۱۲)

اے میرے کلیم اپنا جوتا اتار لو کیونکہ یہ وادی مقدس ہے

اور ظاہر ہے کہ یہ حکم وادی کے ادب کے لئے دیا گیا تھا۔حواشی جلالین میں ہے:

طُوٰی اسمُ وادٍ بالشامِ وامَرَ بِخَلۡعِ النَّعۡلَیۡنِ لِاَنَّ الۡحَفۡوَۃَ ادخل التواضُعِ وحُسۡنُ الۡاَدَبِ (سورہ طہ)

یعنی طوی ملک شام میں ایک وادی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لئے دیا کہ ننگے پاؤں چلنا یہ تواضع میں داخل ہے اور یہ بہت اچھا ادب ہے۔

اور تفسیر ضیاء القرآن میں ہے یہ طوی کی مقدس وادہ ہے۔ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ جوتے اتاردو۔(تفسیر ضیاء القرآن، سورہ طه پارہ ۱۶/ ۹)

(۲)......نیز قرآن مجید میں ہے:

لَا تَرۡفَعُوۡا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ

(سورۂ حجرات پارہ ۲۶)

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو میرے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ زور سے بولو جیسے تم ایک دوسرے کو زور سے آواز دے کر بلاتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اس بے ادبی کی وجہ سے ملیا میٹ ہوجائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے اگر تم سے آواز اونچا کرنے کی بے ادبی ہوگئی تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ تمہارے سارے اعمال برباد ہوجائینگے۔

(۳)......نیز قرآن مجید میں ہے:

وَتُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ (الفتح:۹)

یعنی، میرے حبیب کی تعظیم وتوقیر کرو(ﷺ)۔

ادب کرنے والے

(۱)......حیدر کرار حضرت علی شیر خدا باب مدینہ علم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کی کیونکہ اس نظر سے جمال مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے:

ولم یَقَعۡ نَظَرُ عَلیٍ رضیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عنہُ اِلیٰ عَورته حذرًا مِنۡ اَنۡ یَرَاھَا بِالۡعَیۡنِ الَّتِیۡ یَرٰی بھا جمال رسولِ اللّٰہِ ﷺ (تفسیر روح البیان سورہ اعراف)

(۲)......سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سے رحمت کائنات سید دو عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک ہ بیعت کی کبھی دایاں ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہ لگایا کیونکہ یہ ہاتھ نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کے ساتھ لگ چکا ہے اور یہ سب سے بڑا ادب تھا۔(تفسیر روح البیان)

(۳)......سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ جب کبھی نبی اکرم شفیع اعظم ﷺ کا ذکر پاک کرتے یا آپ کے پاس ذکر کیا جاتا تو آپ کا رنگ مبارک بدل جاتا اور آپ (امام مالک) جھک جاتے۔ایک دن کسی نے پوچھ لیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا:

لَوۡ رَاَیۡتُمۡ مَارَاَیۡتُ لَمَا اَنۡکَرۡتُمۡ (شفا، قاضی عیاض)

جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو تو تم کبھی انکار نہ کرو۔

(۴)......سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جب بھی کبھی رحمۃ للعالمین ﷺ کا ذکر پاک ہوتا تو آپ کا رنگ مبارک زرد ہوجاتا نیز سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی بے وضو حدیث پاک بیان نہ کی۔(شفا شریف)

(۵)......سیدنا عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ جب کبھی جان جہاں رحمت کائنات ﷺ کا ذکر پاک کرتے تو یوں معلوم ہوتا گویا آپ کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہے۔(شفا شریف)

(۶)......سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی محدث ابن حازم علیہ الرحمہ کی

خدمت میں آتے اور حضرت ابن حازم حدیث مبارک بیان کررہے ہوتے تو اگر بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی امام مالک قدس سرہ آگے گذر جاتے تو پوچھنے پر فرماتے چونکہ بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی اور میں کھڑے کھڑے حدیث سننا پسند نہیں کرتا اس لئے گذر جاتا ہوں۔(شفا شریف)

(۷)......سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب کوئی آتا تو آپ خادمہ کو بھیجتے جاؤ پوچھو کوئی مسئلہ پوچھنا ہے یا حدیث پاک سننا ہے۔اگر آنے والا کہتا کہ میں مسائل پوچھنے آیا ہوں تو آپ باہر تشریف لاتے اور مسائل بتادیتے اور اگر آنے والا کہتا کہ میں حدیث پاک سننے آیا ہوں تو آپ غسل کرتے خوشبو لگاتے لباس تبدیل کرتے جُبہ پہنتے عمامہ باندھتے پھر باہر تشریف لاتے اور آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا آپ اس پر بیٹھ کر حدیث پاک بیان کرتے اور جب تک حدیث پاک بیان کرتے رہتے اگربتی سلگتی رہتی اور اس تخت پر آپ حدیث پاک بیان کرنے کے سوا کبھی نہ بیٹھتے اور جب آپ سے سوال کیا جاتا کہ آپ یہ اتنا اہتمام کیوں کرتے ہیں تو فرماتے یہ سب حدیث پاک کی تعظیم کے لئے ہے۔(شفا شریف)

دعا: اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کو جو ہمیں ادب کا سبق سکھا گئے کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے۔آمین (ابوسعید غفرلہ)

تنبیہ: عزیزم قاری جاوید اقبال سلمہ ساکن گوجرانوالہ نے بیان کیا کہ کب جب میں غیر مقلد وہابی تھا تو ہم ادب کو کوئی اہمیت نہ دیتے حتی کہ جب بیت الخلاء سے نکلے حدیث پاک کی کتاب بخاری شریف ہاتھ میں لے لی نہ وضو کیا نہ تیمّم اس سے پتہ چلا کہ ادب والی جماعت ''اہلسنّت و جماعت'' ہی ادب کرتی ہے۔(فاعتبروُا یا اولی الالباب)

(۸)......سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ایک دن حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حدیث پاک پڑھارہے تھے پیچھے سے بچھو آیا اس نے ڈنگ ماردیا جس سے آپ کا رنگ متغیر ہوگیا لیکن حدیث پاک پڑھاتے رہے حتی کہ بچھو نے سولہ بار آپ کو ڈسا لیکن آپ نے پرواہ نہ کی اور مسلسل حدیث پاک پڑھاتے رہے اور جب فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا حضور جب آپ حدیث پاک پڑھارہے تھے تو آپ کا چہرۂ انور متغیر ہوتا رہا

رنگ بدلتا رہا اسکی کیا وجہ تھی تو سیدنا امام مالک قدس سرہ نے فرمایا جب میں حدیث پاک پڑھا رہا تھا تو بچھو آیا اس نے ڈنگ مارا میں نے براہ ادب توجہ نہ کی لیکن بچھو ڈنگ مارتا رہا حتی کہ اس نے سولہ بار ڈسا اور پھر خود ہی چلا گیا اور میں حدیث پاک بیان کرتا رہا۔(شفا، قاضی عیاض)

(۹)......حضرت ابن مہدی علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ ایک دن میں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وادی عقیق کی طرف جارہا تھا تو میں نے چلتے ہوئے ایک حدیث پاک پوچھی تو آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا میں تو تجھے بڑا با ادب جانتا تھا۔لیکن تو نے چلتے چلتے حدیث پاک پوچھی ہے۔(ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے)۔(شفاء شریف)

(۱۰)......سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قاضی جریر نے کھڑے کھڑے حدیث پاک کے متعلق سوال کیا تو سیدنا امام مالک نے فرمایا اسے قید کردیا جائے۔عرض کیا گیا حضور یہ تو قاضی صاحب ہیں یہ سن کر فرمایا اسی لئے تو قید کرنے کا حکم دیا ہے کہ قاضی ہوکر اس نے ادب کیوں نہیں کیا۔اس نے کیوں کھڑے کھڑے حضور ﷺ کی حدیث پاک کے متعلق سوال کیا ہے۔(شفا شریف)

(۱۱)......ہشام بن غازی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھڑے کھڑے حدیث پاک پوچھی تو آپ نے اسے بیس درے لگائے اور پھر بعد میں اس پر شفقت فرمائی اور اسے ادب و تعظیم کے ساتھ بیس احادیث مبارکہ سنائیں۔احادیث مبارکہ سن کر ہشام مذکور نے کہا کاش کہ امام مالک مجھے زیادہ درے لگاتے اور زیادہ احادیث مبارکہ سناتے۔(شفا شریف)

(۱۲)......ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں ان کا باپ ابوسفیان جب کہ وہ ابھی حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے تھے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور جب وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملنے کے لئے ان کے گھر گئے وہاں ایک بستر بچھا ہوا تھا اس پر بیٹھنے لگے تو ان کی بیٹی ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ بستر اٹھا یا باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے اچھا بستر بچھانے کے اس بچھے ہوئے کو بھی اٹھا لیا ہے۔ باپ نے براہ تعجب پوچھا بیٹی یہ بتا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس بستر کے قابل نہیں

کہ تو نے یہ بستر اٹھالیا ہے بیٹی نے جواب دیا ابا یہ بستر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کا بستر ہے اور تو مشرک ہے اس لئے میں تجھے کیسے اس بستر پر بٹھا سکتی ہوں باپ کو یہ سن کر سخت رنج ہوا مگر ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رنج کی پرواہ نہ کی اور براہ ادب اس عظمت رسول ﷺ کا لحاظ کیا جو انکے دل میں تھا۔(طبقات بحواله حكايات صحابه)

وجزاها الله تعالىٰ عنّا اَحسَنَ الْجَزَاءِ

(۱۳)......سیدنا خالد بن ولید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں رحمت کائنات سید العالمین ﷺ کے بال مبارک سلے ہوئے تھے۔ جنگ کے دوران جب کہ آپ سپہ سالار تھے گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اسی دوران آپ کی وہ ٹوپی گر گئی۔ آپ نے سخت کوشش کی اور ٹوپی تلاش کر کے اس کو اٹھایا اتنے میں کافی جاں نثاران اسلام شہید ہو گئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بعض حضرات نے آپ سے سوال کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا آپ کے ایسا کرنے سے کتنے شہید ہو گئے ہیں یہ سن کر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے صرف ٹوپی کی خاطر ایسا نہیں کیا بلکہ ان موئے مبارک کی خاطر کیا ہے جو اس ٹوپی میں سلے ہوئے تھے۔(شفاء شريف، عمدة القاري شرح صحيح بخاري ، نسيم الرياض)

سبق: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہمیں یہ سبق دے گئے ہیں کہ ادب کے راستے میں نہ باپ کی پرواہ کی جاتی ہے نہ جان کی پرواہ کی جاتی ہے نہ عزت و آبرو کی۔

جزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء

(۱۴)......حضرت ابو محذورہ صحابی رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا بیٹھے ہوئے اگر ان کو کھولتے تو وہ زمین تک پہنچ جاتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ ان بالوں کو منڈوا کیوں نہیں دیتے۔ یہ سنکر فرمایا یہ وہ بال ہیں جن کو رحمت کائنات ﷺ کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے اس لئے میں ان کو منڈانا گوارہ نہیں کرتا۔(شفا شريف ، سيرت رسول عربى)

(۱۵)......حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کو ایک پیالہ میں کھانا کھاتے دیکھا تو انہوں نے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیے اور

جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خداش کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے اور اس میں آب زمزم ڈال کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھڑک لیتے۔(اصابه، سيرت رسول عربى)

(۱۶)......حضرت سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس میں سید الکونین ﷺ نے بارہا پانی پیا تھا وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد بطور وراثت کسی کو ملا پھر کسی محبت والے نے وہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم دے کر خرید لیا۔ کیونکہ اس پیالہ کو حبیب خدا سید انبیاء ﷺ کے ہونٹ مبارک لگے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ یہ ادب اور محبت کا ہی تقاضا ہے کہ لکڑی کا ایک بوسیدہ پیالہ کو آٹھ لاکھ میں خریدا جائے۔ **اللّٰهُمّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى**۔(شرح شمائل بحواله سيرت رسول عربى)

(۱۷)...... جب عربی شاعر حضرت کعب بن زہیر ایمان لائے اور قصیدہ بَانَتْ سُعَادُ سید العالمین ﷺ کی خدمت میں پڑھا اور جب حضرت کعب نے یہ شعر پڑھا ؎

ان الرسول لنور يستفاد به — مهندس من سيوف الله مسلول

تو والی امت ﷺ نے اپنی چادر مبارک حضرت کعب کو عطا فرمائی بعد میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار درہم دے کر وہ چادر مبارک خریدنا چاہی تو حضرت کعب نے فرمایا میں یہ چادر مبارک کسی کو نہ دونگا پھر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے وارثوں سے بیس ہزار درہم دے کر خرید لی۔(شرح قصيده بانت سعاد بحواله سيرت رسول عربى)

(۱۸)...... جنگ احد میں حضرت عبد اللہ بن جحش صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو جان جہاں ﷺ نے ان کو کھجور کی ٹہنی پکڑائی اور وہ تلوار بن گئی وہ تلوار حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں رہی اور ان کے وارثوں سے بغا ترکی نے دو سو دینار دے کر خرید لی۔(زرقاني شراح مواهب لدنيه بحواله سيرت رسول عربى)

(۱۹)......حضرت اسد بن زرارہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کی

خدمت میں ایک چار پائی بطور ہدیہ پیش کی جس پر نبی اکرم ﷺ آرام فرمایا کرتے تھے وہ چار پائی تبرکاً منتقل ہوتی آئی پھر وہ چار پائی عبداللہ بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم دے کر خرید لی۔(زرقانی بحوالہ سیرت رسول عربی)

(۲۰)......غازی احمد بن فضلویہ علیہ الرحمہ نے جب یہ سنا کہ رحمت دو عالم امت ﷺ نے کمان ہاتھ میں لی تھی تو اس دن سے غازی احمد بن فضلویہ علیہ الرحمہ نے ادب کی وجہ سے کبھی کمان کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔

مندرجہ بالا واقعات سارے کے سارے ادب کا سبق دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادب کرنے کی توفیق عطا کرے۔آمین

بجاہ من اتخذہ اللہ حبیبا فی الدنیا والآخرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

(۲۱)......سلطنت عثمانی یعنی ترکی حکومت نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا منصوبہ بنایا تو اسلامی ممالک سے کچھ خاندان منگائے گئے اور ان کے لئے قسطنطنیہ کے پہلو میں ایک شہر آباد کیا وہاں ان کو ٹھہرایا اور ترکی حکومت نے ان سب خاندانوں کا خرچہ اپنے ذمہ لے کر اور ان خاندانوں سے ایک ایک بچہ لے کر ان کو قرآن مجید حفظ کرایا ان کو تعمیر کے فنون سکھائے اور یوں پچیس سال تک عثمانی حکومت نے ان پانچ سو خاندانوں کا سارا خرچہ برداشت کیا پھر جب پچیس سال کے بعد وہ نوجوان فن تعمیر کے ماہر، عالم فاضل اور قرآن پاک کے حافظ بن گئے تو ان کو مسجد نبوی شریف کی تعمیر کی خدمت میں لگا دیا اور پھر مدینہ منورہ سے باہر دور ایک سنگ تراشی کا کارخانہ لگایا گیا تاکہ سنگ تراشی کرتے وقت نبی اکرم جان جہاں ﷺ کو آہٹ سے تکلیف نہ ہو اور ان حفاظ نوجوانوں کو حکم جاری کیا کہ پتھر تیار کر کے مسجد شریف میں لے جاؤ وہاں دو دو پتھر جوڑ کر ستون بنایا جائے اگر دونوں پتھروں میں معمولی سا فرق ہو تو کپڑے کا موٹا سا بٹو بنا کر لکڑی کے ہتھوڑے کے ساتھ چوٹ اس انداز سے لگاؤ کے آواز پیدا نہ ہو اگر دو پتھروں میں زیادہ فرق ہو تو ان کو واپس کارخانہ میں

لا کر درست کیا جائے، رسول اکرم ﷺ کے روضہ مقدسہ کے قریب پتھروں کو رگڑنے کی اجازت نہیں اور یہ سب احکام اس لئے دیئے گئے تھے تاکہ حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے۔ نیز ان معماران مسجد نبوی شریف کو حکم تھا کہ یہ سارے کام باوضو کئے جائیں اور کام کرتے وقت تلاوت قرآن مجید جاری رکھیں اور ان نوجوانوں نے پندرہ برس میں مسجد شریف مکمل کر لی۔ نیز حکومت عثمانی نے وہ پتھر وہ شیشے جو مسجد نبوی شریف میں استعمال ہوئے عام پہاڑوں سے نہیں لئے۔ یہ تھے وہ لوگ جن کے دلوں میں محبت مصطفےٰ ﷺ موجزن تھی اور محبت ہی ادب سکھاتی ہے۔

ادب کرنے والوں کو انعامات

(۱)......رونق المجالس میں ہے کہ بلخ شہر میں ایک تاجر تھا جو کہ صاحب ثروت مالدار تھا اس کے دو بیٹے تھے اور اس کی خوش نصیبی کہ اس تاجر کے پاس رحمت کائنات سید دو عالم ﷺ کے تین بال مبارک تھے جب وہ تاجر فوت ہوا تو اس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آدھی آدھی لے لی اور جب موئے مبارک کی تقسیم کی باری آئی تو ایک بال مبارک بڑے بھائی نے لے لیا ایک چھوٹے کو دیدیا۔ تیسرے بال مبارک کے متعلق بڑے بھائی نے کہا ہم اس کو آدھا آدھا کر کے لے لیتے ہیں۔ یہ سن کے چھوٹے بھائی نے جو بڑا ہی خوش عقیدہ خوش نصیب اور ادب میں رنگا ہوا تھا اس نے کہا اللہ کی قسم میں ہرگز اس بال مبارک کو توڑنے نہیں دوں گا کیونکہ حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کی شان عظیم اس سے بالاتر ہے کہ آپ کے بال مبارک کو توڑا جائے اور جب بڑے بھائی نے چھوٹے کی عقیدت دیکھی تو اس نے کہا یوں کریں یہ تینوں بال مبارک تو لے لے اور باپ کی باقی ساری جائیداد مجھے دیدے یہ سن کر چھوٹا جو کہ خوش بخت اور خوش نصیب تھا۔ اس نے کہا مجھے اور کیا چاہیے اور اس نے دنیا فانی کی ساری دولت (جائیداد) بڑے بھائی کو دیدی اور ابدی دولت یعنی تینوں بال مبارک خود لے لئے۔ پھر ان موئے مبارکہ کو ایک محفوظ جگہ میں ادب کے ساتھ رکھ دیا اور جب کبھی

شوق آتا موئے مبارکہ کی زیارت کرتا اور سامنے کھڑا ہوکر درود پاک پڑھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ بے نیاز کے دربار ایسی غیرت آئی کہ بڑے بھائی کا سارا مال ساری دولت چند دنوں میں ختم ہوگئی اور وہ کنگال ہوگیا اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس چھوٹے بھائی کو موئے مبارکہ کی برکت سے دنیا کا مال بھی کثرت سے دیا اور جب وہ چھوٹا بھائی فوت ہوا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ شاہ کونین رحمت کائنات ﷺ تشریف فرما ہیں اور اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا تو لوگوں میں اعلان کردے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ اس (چھوٹے بھائی) کی قبر پر آئے اور یہاں آ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے چنانچہ اس اعلان کے بعد لوگ قصد کر کے اس کی قبر پر آتے اور پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ کوئی اس قبر کے علاقہ میں آتا سواری سے اتر کر پیدل چلتا۔(رونق المجالس، القول البدیع، سعادة الدارین)

فائدہ: یہ سارے انعامات موئے مبارک کا ادب کرنے کی وجہ سے عطا ہوئے۔

(۲)......امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا کہ حضرت خواجہ مہدی سیاری علیہ الرحمہ شہر مرو کے کھاتے پیتے اور خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی۔ پھر آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص کے پاس رحمت دو عالم حبیب مکرم ﷺ کے دو موئے مبارک ہیں آپ نے وہ دونوں بال مبارک دنیا کی دولت دے کر خرید لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان موئے مبارکہ کی برکت سے مہدی سیاری کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنایا پھر آپ نے حضرت خواجہ ابوبکر واسطی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر توبہ کرلی اور ان کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اولیاء کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے اور پھر جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ دونوں بال مبارک ان کے منہ میں رکھ دیئے ان کا مزار مرو میں مشہور ہے۔

وامروز گورا بمرو ظاہر است مرد ماں بحاجت خواستن آنجا روند و
مھمّات از آنجا طلبند و مجرب است۔(کشف المحجوب)

یعنی حضرت خواجہ مہدی سیاری کی قبر مبارک مرو میں مشہور ہے اور
لوگ اپنی حاجتیں لے کر ان کے مزار پر جاتے ہیں اور وہاں سے اپنی
حاجتیں پاتے ہیں یہ مجرب ہے۔

فائدہ: یہ ساری بہاریں ادب کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی باادب رکھے۔ آمین

(۳)......ابوسعید عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم بغداد کے دینی مدرسہ نظامیہ میں علم دین پڑھتے تھے ان ایام میں ایک غوث بغداد شریف وارد ہوئے (سید یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ) وہ جب چاہتے ظاہر ہو جاتے اور جب چاہتے غائب ہو جاتے۔ ایک دن میں اور ابن سقّا اور شیخ عبدالقادر جیلانی جو اس وقت نوجوان تھے ہم تینوں اس غوث کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابن سقا نے کہا میں تو اس غرض سے غوث کے پاس جارہا ہوں تاکہ اس سے ایسا سوال کروں جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ اس کے بعد میں بولا میں نے کہا میں بھی ایک سوال کروں گا اور دیکھوں گا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر شیخ عبدالقادر بولے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں غوث سے کوئی سوال کروں (ہرگز کوئی سوال نہیں کروں گا) میں تو ان کی خدمت میں زیارت کے لئے جارہا ہوں۔ الغرض ہم تینوں وہاں پہنچے تو ایک گھڑی کے بعد ہمیں اس غوث کی زیارت نصیب ہوئی تو وقت کے غوث نے ابن سقّا کی طرف جلال کی نظر سے دیکھا اور فرمایا: اے ابن سقا تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھ سے سوال کرنے آیا ہے کہ میں اس کا جواب نہ دے سکوں گا۔ اے ابن سقّا تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ اے ابن سقا سن لے میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تجھ پر بھڑک رہی ہے۔ اس کے بعد وقت کے غوث نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے عبداللہ تو بھی مجھ سے ایک سوال کرنے آیا ہے تاکہ تو دیکھے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں۔ لے تیرا یہ سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں تک چڑھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس

غوث زماں نے شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور ان کو اپنے قریب کرلیا پھر عزت افزائی کرتے ہوئے فرمایا اے صاحبزادے اے عبدالقادر تو نے حسن ادب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کو راضی کرلیا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد میں منبر پر چڑھ کر بھر پور مجمع میں وعظ کریں گے اور یوں فرمائیں گے میرا یہ قدم جملہ اولیا اللہ کی گردنوں پر ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے زمانہ میں تمام اولیاء کرام نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکالیا ہے۔ اس کے بعد وہ غوث زماں غائب ہوگئے۔ پھر شیخ عبدالقادر پر اس غوث کے کہنے کے موافق آثار قرب خداوندی ظاہر ہوئے اور ہر خاص و عام نے آپ کی ولایت پر اتفاق کیا اور آپ نے حسب ارشاد فرمایا: میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اولیائے کرام نے آپ کے لئے اس کا اعتراف (اقرار) کیا۔ اور ابن سقا کا قصہ یہ ہوا کہ وہ علوم شرعیہ (دینی علم حاصل کرنے میں) مشغول رہا یہاں تک کہ کمال حاصل کرلیا اور بہت سے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا۔ اور تمام علوم میں نیز فن مناظرہ میں مشہور ہوگیا۔ زبان کے اعتبار سے بڑا فصیح۔ شکل کے اعتبار سے بڑا حسین لہٰذا بادشاہ نے اسے اپنا مقرب بنالیا اور پھر قاصد (سفیر) بنا کر شام و روم کی طرف بھیجا۔ رومی بادشاہ نے ابن سقا کو صاحب فنون اور فصیح پایا تو بہت حیران ہوا پھر عیسائی مذہب کے علماء کو ابن سقا کے ساتھ مناظر کے لئے بلایا تو ابن سقا نے سب علماء کو لاجواب کردیا اور عیسائی علماء ہار گئے۔ اس کامیابی سے شاہ روم کے نزدیک ابن سقا کی عظمت بڑھ گئی اور یہی کامیابی ابن سقا کے لئے فتنہ کا سبب بنی۔ بعدازاں ایک دن ابن سقا کی رومی بادشاہ کی شہزادی پر نظر پڑ گئی اور وہ اس شہزادی پر فریفتہ ہوگیا پھر بادشاہ سے شہزادی کے رشتہ کی درخواست کردی۔ شاہ روم نے کہا صرف ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ تو بھی عیسائی مذہب قبول کرلے۔ اس پر ابن سقا نے اسلام سے مرتد ہوکر عیسائی مذہب قبول کرلیا تو شاہ روم نے اپنی بیٹی کا نکاح ابن سقا سے کردیا۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ابن سقا بیمار ہوگیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اسے کوئی پوچھتا نہیں تھا لوگوں نے اسے ایک کوچہ میں ڈال دیا اور گزر اوقات کے لئے در بدر بھیک مانگا کرتا تھا اور اس کو کوئی منہ نہ لگاتا ابن سقا کو

حد درجہ کی پریشانی اور روسیاہی پیش آئی۔ ایک دن اس کے دوستوں میں کسی کا اس پر گزر ہوا تو اس نے ابن سقا سے پوچھا کیا حال ہے؟ یہ سن کر ابن سقا نے جواب دیا یہ ایک فتنہ ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اس دوست نے ابن سقا سے پوچھا تجھے قرآن پاک سے بھی کچھ یاد رہ گیا ہے یا نہیں ابن سقا نے کہا ایک آیت یاد رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (الحجر:۲)

اس دوست کا بیان ہے پھر ایک دن میں اس کی طرف گیا اور ابن سقا کو دیکھا وہ اتنا سیاہ ہو چکا ہے جیسے جلا ہوا کوئلہ ہوتا ہے اور وہ نزع یعنی جانکنی کی حالت میں تھا میں نے اس کی قبلہ کی طرف کروٹ بدلی تو وہ پھر مشرق کی طرف پھر گیا حتی کہ اس حالت میں اس کی جان نکل گئی۔ ابن سقا اس غوث کی بات یاد کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا میں اسی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوا ہوں۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

عبداللہ بن عصرون نے کہا میرا قصہ یوں ہوا کہ میں دینی علوم پڑھ کر فارغ ہوا اور میں دمشق آ گیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھ بلا کر اوقاف کا محکمہ میرے سپرد کردیا اور میں اوقاف کا متولی بن گیا تو دنیا مجھ پر برسی ہر طرف سے دنیا ہی دنیا آ رہی تھی اور غوث وقت کے فرمان کو یاد کیا کرتا تھا۔ الحاصل ہم تینوں پر غوث وقت کی بات پوری ثابت ہوئی۔ (انوار المحسنین، مصنفہ اشرف علی تھانوی ص ۳۱، فتاویٰ حدیثیہ)

تنبیہ: اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ صرف علم پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا انسان بے شک چودہ علم پڑھ لے اگر ادب نہیں تو سب کچھ لا حاصل ہے اور اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے۔ ''الطریق کلہ ادب''

قابل غور بات ہے کہ ابن سقا ایک ولی ایک غوث کی شان میں معمولی سی بے ادبی کر کے ایمان ضائع کر بیٹھا تو جو شخص نبیوں کے نبی رسولوں کے امام حبیب خدا ﷺ کی شان میں بے ادبی کرے اس کا حشر کیا ہوگا۔ الامان الحفیظ

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اس واقعہ سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اگر مگر کے چکر چلا کر بے ادبی کر بیٹھے ہیں۔ جی اگر نبی کو علم ہوتا تو یوں کیوں ہوتا اگر نبی کو اختیار ہوتا تو اپنے نواسوں کو کیوں نہ بچالیا۔**فاعتبروا یا اولی الابصار**

(۴)......خواجہ خواجگان بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا ایک بار ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق و فاجر تھا ملتان میں فوت ہوا مرنے کے بعد کسی کو خواب میں ملا۔ دیکھنے والے نے پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے رب کریم نے بخش دیا ہے۔خواب دیکھنے والے نے پوچھا معافی کس وجہ سے ہوئی تو اس نے کہا ایک دن حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ کہیں جارہے تھے تو میں نے براہ محبت آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا اللہ تعالیٰ نے اسی عمل کی وجہ سے مجھ بخش دیا ہے۔(خلاصۃ العارفین)

یہ اس ذات والا صفات کا فضل ہے جس کا قرآن میں اعلان ہے:

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْئَلُوْنَ (الانبیاء:۲۳)

یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی کرے کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں کیا اور وہ حق تعالیٰ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔

(۵)......سیدنا خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص تھا جسے لوگ اس کی غلط روش کی بنا پر شقی (بدبخت دوزخی) کہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ شخص خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اٹھ کر چلا گیا۔ راستہ میں کسی نے اس کو شقی کہہ کر پکارا تو غیب سے آواز آئی اب اس کو شقی مت کہو کیونکہ یہ ہمارے ولی جنید کی خدمت میں بیٹھ چکا ہے اور جو بھی ان کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھ جائے وہ شقی (بدنصیب) نہیں رہ سکتا۔(ذکر خیر)

(۶)......ایک شخص جو کہ نہایت ہی بدکردار فاسق وفاجر تھا ایک دن وہ دریائے دجلہ پر ہاتھ منہ دھونے گیا اتفاقاً وہاں نیچے بہاؤ کی طرف امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بیٹھے وضو

کررہے تھے۔اس کے دل میں خیال آیا کہ ایک اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ اور امامِ وقت وضو کررہا ہو اور میرے جیسا نالائق انسان اوپر کی طرف بیٹھ کر ہاتھ منہ دھوئے یہ بڑی بے ادبی کی بات ہے یہ خیال آتے ہی وہ اٹھا اور نیچے کی طرف آبیٹھا اور ہاتھ پاؤں دھوکر چلا گیا پھر جب وہ شخص فوت ہوا تو ایک بزرگ کو خواب میں ملا آپ نے پوچھا بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش ہوا اس نے دجلہ والا واقعہ سنایا اور کہا مجھے میرے رب کریم نے سیدنا امام احمد بن حنبل کا ادب کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔(تذکرۃ الاولیاء، ذکر خیر)

(۷)......مولانا حمید الدین بنگالی اپنے ملک بنگال سے باہر علم دین حاصل کرنے گئے، علم دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن کو واپس جارہے تھے جب آگرہ پہنچے تو مفتی آگرہ کے ہاں قیام کیا، حسن اتفاق سے سیدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی سرہندی قدس سرہ آگرہ تشریف لائے۔مولانا حمید بنگالی چونکہ امام ربانی مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بد اعتقاد تھے لہٰذا حضرت امام ربانی قدس سرہ کی آگرہ میں تشریف آوری کی خبر سن کر مولانا بنگالی نے اپنے وطن کو روانگی کا پروگرام بنایا تو مفتی آگرہ نے مولانا بنگالی سے دریافت کیا کہ آپ اتنی جلدی کیوں تیار ہوگئے؟ مولانا بنگالی نے بتایا شیخ سرہندی چونکہ یہاں قریب آکر ٹھہرے ہیں اور میں ان سے ملنا نہیں چاہتا، اس لئے جارہا ہوں، مفتی صاحب نے استفسار کیا مولانا آپ کیوں ملنا نہیں چاہتے وہ تو عالم دین بھی ہیں اور بزرگ بھی ہیں، بنگالی صاحب نے کہا میرا دل ہی نہیں چاہتا۔آخر کار مولانا بنگالی نے اپنا سامان اٹھایا اور بنگال کی طرف روانہ ہوگئے اور تین دن کے بعد بنگالی صاحب پھر آگئے، مفتی صاحب نے کہا مولانا کیا ہوا کہ آپ واپس آگئے؟ مولانا بنگالی بولے میں آپ کے ہاں ایک کتاب بھول گیا تھا وہ لینے آیا ہوں، مفتی صاحب نے فرمایا تلاش کرلو، بنگالی صاحب اندر کتاب تلاش کرہی رہے تھے کہ کسی نے مفتی صاحب کو بتایا حضرت امام ربانی دروازے پر جلوہ افروز ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں، مفتی صاحب نے کہا مرحبا تشریف لائیں، یہ سن کر مولانا بنگالی گھبرا گئے اور کہا میں کہاں جاؤں، مفتی صاحب نے فرمایا اسی جگہ کوٹھری میں

چھپ کر بیٹھے رہو، پھر سیدنا امام ربانی قدس سرہ اندر تشریف لائے تو مفتی صاحب نے عرض کیا حضور کیسے تشریف لانا ہوا، فرمایا ایک مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہے، مفتی نے عرض کیا حضور آپ سے کونسا مسئلہ پوشیدہ ہے تو فرمایا آخر آپ اس علاقہ کے مفتی ہیں لہٰذا تبادلہ خیال کرنے میں کون سا حرج ہے۔

(فقیر کا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک بہانہ تھا حقیقت میں وہ بحکمِ الٰہی مولانا بنگالی کا شکار کرنے آئے تھے) اسی اثنا میں سیدنا امام ربانی قدس سرہ کی نظر مولانا بنگالی سے دوچار ہو گئی، پھر تھوڑی دیر کے بعد سیدنا امام ربانی قدس سرہ حجرہ سے باہر نکلے اور مفتی صاحب بھی الوداع کرنے کو نکلے تو مفتی صاحب نے دیکھا کہ مولانا حمید الدین بنگالی دست بستہ حضرت امام ربانی کے پیچھے جا رہے ہیں اور زاروقطار رو رہے ہیں، مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا پیچھے جاؤ اور دیکھو بنگالی صاحب کہاں تک جا رہے ہیں؟ پھر اس نے آکر بتایا حضرت امام ربانی مکان میں جلوہ گر ہو گئے ہیں اور بنگالی صاحب دروازے پر کھڑے رو رہے ہیں، پھر حضرت نے شفقت فرمائی اور مولانا بنگالی کو اندر بلالیا اور پھر سلوک مجدّدی طے کرانا شروع کر دیا اور جب سلوک پورا ہو گیا اور مولانا بنگالی کو جانے کی اجازت مل گئی تو حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا دستار لاؤ تا کہ مولانا کی دستار بندی کی جائے، یہ سن کر مولانا بنگالی نے عرض کیا حضور اگر تبرک عطا کرنا ہے تو آپ اپنا استعمالی جوتا مبارک عطا کر دیں، آپ نے سمجھایا کہ کوئی اور چیز لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے کہ جوڑا مبارک عطا ہو جائے اور جوڑا مبارک عطا ہوا اور مولانا بنگالی روانہ ہوئے تو اس جوتا مبارک کو اپنے دانتوں میں دبائے تین کوس پچھلے پاؤں چلتے گئے، ازاں بعد اس جوتا مبارک کو سر پر باندھا اور بنگال پہنچ گئے اور اپنے گھر میں ایک چبوترا بنایا اس پر وہ جوڑا مبارک بڑے ادب سے رکھ دیا اور جو کوئی بیمار یا دعا کا خواستگار آتا مولانا فرماتے پیالے میں پانی لاؤ اور آپ اس جوتا مبارک کی نوک اس پیالہ میں پھیر دیتے تو وہ مریض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہو جاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفا نہ ہوتی تو وہ پیالہ ٹوٹ جاتا اور زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا

اور پھر جب مولانا بنگالی کا وصال ہوا تو وہ پاپوش مبارک ان کی قبر میں سر کی طرف ایک خاص جگہ رکھ دی گئی۔ (ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۶)

فائدہ: ایک ولی کے جوتے مبارک کا ادب کرنے سے مولانا حمید الدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر باذن اللہ دار الشفا بن گیا اور جن کے وسیلہ سے ولی، ولی بنتے ہیں ان کا ادب کرنے سے کیا کچھ عطا ہوگا، انشاء اللہ جنت ملے گی۔

اللھم ارزقنا ھٰذا بجاہ حبیبک الکریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

(۸)......سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا ان کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گنہگار اور کردار کا گندہ تھا، اس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دو سو سال نافرمانیوں میں گزار دیئے اور جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اس کا غسل وکفن گوارا نہ کیا بلکہ اسے ایک ٹانگ سے پکڑ کر گندگی کے ڈھیر پر پھینک آئے، ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلیم موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اور اسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے، آپ اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کو اٹھائیں اور عزت و احترام کے ساتھ اس کی تجہیز وتکفین کریں اور پھر آپ اس کا جنازہ پڑھائیں یہ سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام قوم کو لے کر وہاں پہنچے اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ تو وہی پاپی ہے لیکن مامور تھے اسے اعزاز کے ساتھ اٹھا کر تجہیز وتکفین کر کے جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا۔ بعد میں موسیٰ علیہ السلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ! یہ شخص اتنا بڑا مجرم و گنہگار ایسے اعزاز کا حقدار کیسے ہو گیا۔ ربّ ذوالجلال نے فرمایا اے میرے نبی تھا تو یہ بڑا گنہگار اور سخت سزا کا حقدار مگر ہوا یوں کہ ایک دن اس نے تورات کھولی اور اس میں میرے حبیب کریم کے نام مبارک محمد پر اس کی نظر پڑی اور اس کے دل میں میرے حبیب کی محبت نے جوش مارا، اس نے نام محمد کو بوسہ دیا، آنکھوں پر رکھ کر اس نے درود پاک پڑھا تو میں نے اس کے اس تعظیم وادب کرنے کی وجہ سے اس کے گناہ معاف کر دیئے اور اس کو اپنے بندوں میں شامل

کرلیا ہے۔(مقاصد السالکین، القول البدیع، حلیۃ الاولیاء، سیرت حلبیہ)

(۹)......سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نشہ میں دھت کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی، اس کو اٹھایا دیکھا تو اس پر لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

خواجہ بشر نے اس کاغذ کو صاف کیا، عطر لگایا اور اونچی جگہ رکھ دیا کیونکہ اس پر اللہ ذوالجلال کا نام پاک لکھا ہوا تھا، اسی رات کسی اللہ والے کو حکم ہوا کہ بشر کو خوش خبری سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کو معطر کر کے بلند مقام پر رکھا ہے لہٰذا ہم بھی بشر کو بلند مقام عطا کریں گے۔ اس اللہ والے نے یہ سوچ کر کہ بشر تو شرابی کبابی ہے کہیں میرا الہام غلط نہ ہو، پھر دوسری بار حکم الٰہی ملا پھر تیسری بار یہی فرمان ملا وہ بشر کے گھر گئے تو وہاں پتہ چلا کہ بشر شراب خانے گیا ہوا ہے اور جب وہ اللہ والا شراب خانہ گئے تو وہاں پتہ چلا کہ بشر تو شراب کے نشے میں بدمست لیٹا ہوا ہے، اس اللہ والے نے فرمایا بشر کو پیغام دو کہ میں تیرے لئے ایک خاص پیغام لایا ہوں، جب بشر نے پیغام سنا تو ڈرتے ہوئے ننگے پاؤں دوڑے اور پیغام الٰہی سن کر ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے۔ اس کے بعد خواجہ بشر حافی نے کبھی جوتا نہیں پہنا اسی لئے آپ کا لقب حافی ہوا اور حافی کا معنی ہے "پابرہنہ"۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بشر کو جو شرابیوں کا سردار تھا اللہ تعالیٰ کا نام پاک کا ادب کرنے کی وجہ سے ولیوں کا سردار بنا دیا۔(تذکرۃ الاولیاء)

(۱۰)......تفسیر روح البیان میں ہے کہ سلطنت عثمانیہ کا مورث اعلیٰ عثمان غازی ایک دن کہیں جا رہا تھا، رات ایک جگہ قیام کیا تو دیکھا کہ قرآن مجید معلق ہے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ مصحف (قرآن مجید) ہے اس نے کہا قرآن مجید کے سامنے بیٹھنا بے ادبی ہے، دست بستہ کھڑا ہو گیا اور رات کھڑے کھڑے گزار دی صبح ہوئی تو وہاں سے روانہ ہوا، راستے میں ایک شخص ملا اس نے کہا میں آپ کی تلاش میں ہوں، پوچھا کیوں، تو اس آنے والے نے کہا چونکہ آپ نے قرآن مجید کا ادب و تعظیم کی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد کے لئے سلطنت عطا کر دی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَظَّمَکَ وَ اَعْطَاکَ وَ ذُرِّیَّتَکَ السَّلْطَنَۃَ بِسَبَبِ تَعْظِیْمِکَ لِکَلَامِہٖ (روح البیان، سورہ انبیاء، پارہ ۱۷)

الحاصل اسے سلطنت عطا ہو گئی قرآن پاک کی تعظیم کے سبب۔

(۱۱)......ملکہ زبیدہ خاتون زوجہ ہارون رشید سہیلیوں میں بیٹھی تھی کہ اذان شروع ہو گئی ان خواتین میں سے کسی عورت نے اذان کے دوران کوئی بات کرنا چاہی تو ملکہ زبیدہ نے اشارے سے منع کر دیا، پھر جب ملکہ زبیدہ کا وصال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے، ملکہ نے بتایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے، پوچھا کس سبب سے، تو بتایا کہ اذان کا ادب کرنے کی وجہ سے بخشش ہو گئی۔(تعطیر الانام)

بے ادبی کا وبال

(۱)......شیطان (ابلیس) نے لاکھوں سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، ایک قول کے مطابق شیطان نے چھ لاکھ سال عبادت کی اور وہ صرف ایک بے ادبی کی وجہ سے چھ لاکھ سالہ عبادت ضائع کر بیٹھا اور وہ بے ادبی تھی خلیفۃ اللہ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنا۔ فَاعتبرُوْا یا اولی الْاَبْصَار

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تنبیہ کی ہے:

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات:۲)

خبردار! کہیں میرے حبیب (ﷺ) کی شان میں آواز اونچی کر کے (بے ادبی) نہ کر بیٹھنا ورنہ تمہاری ساری نیکیاں ملیامیٹ کر دی جائیں گی۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

(۲)......دمشق میں ایک عالم فاضل محدث جو کہ حدیث پاک پڑھایا کرتا تھا اس کی

خدمت میں ایک طالب علم حدیث پاک پڑھنے کے لئے حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ استاد ہر وقت چہرہ کے سامنے پردہ رکھتا ہے کبھی اپنا چہرہ نہ دکھاتا۔ جب کچھ عرصہ گذرا تو اس طالب علم کو تعجب ہوا کہ یہ استاد (محدث) ہر وقت چہرہ پر نقاب کیوں رکھتا ہے۔ زیارت کے لئے اصرار کیا تو محدث نے نقاب الٹ دیا۔ طالب علم نے دیکھا:

فرای وَجْهَهٗ وَجْهَ حِمَارٍ

اس استاد کا چہرہ گدھے جیسا ہے۔ سبب پوچھنے پر استاد نے بتایا کہ جب میں نے یہ حدیث پڑھی:

اما یخشی الذی یرفع راسه قبلَ الامام ان یحول الله راسه راس حمار

یعنی، وہ شخص جو امام سے پہلے (رکوع سے) سر اٹھالے وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ گدھے جیسا کر دے۔

میں نے یہ حدیث پاک پڑھ کر کہا کب ایسا ہوتا ہے میں کر کے دیکھتا ہوں اور جب میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو قصداً رکوع سے امام سے پہلے سر اٹھالیا اس دن سے میرا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا ہے (اس لئے چھپائے رکھتا ہوں)۔ (حواشی مشکوٰۃ)

تنبیہ: سید دو عالم حبیب مکرم ﷺ کی عظمت کے سامنے کسی امام کسی ولی غوث کسی استاد کسی محدث کی وقعت ہی کیا جیسے کہ مذکورہ بالا محدث کا چہرہ گدھے کا سا ہو گیا۔ اے میرے بھائی بے ادبی سے بچ اور ہمیشہ باادب رہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ادبی سے بچائے۔ **وھو علی ما یشاء قدیرٌ**

(۳)......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص وزغہ (گرگٹ) کو ایک چوٹ سے مارے اس کیلئے سو نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسری چوٹ میں مارنے والے کو اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے والے کو اس سے کم۔ (مسلم شریف)

اور جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ گرگٹ کو یہ سزا کس وجہ سے ملی تو فرمایا:

کان ینفخ علی ابراهیم (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف)

عن ام شریک رضی الله تعالیٰ

جب نمرودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے آگ جلائی تو یہ گرگٹ آگ بھڑکانے کے لئے پھونکیں مارتا تھا۔ اس وجہ سے اس کو یہ سزا ملی کہ جو اسے ایک چوٹ میں مارے سو نیکی حاصل کرے۔ (درس عبرت)

قابل غور بات ہے کہ ایک غیر مکلّف کو اتنی سی بے ادبی پر یہ سزا ملی کہ اس کی ساری نسل ہی اس وبال کی زد میں آ گئی تو جو مکلّف (جن وانسان) بے ادبی کرے اس کی کیا سزا ہو گی۔

لاحول و لا قوۃ الا بالله العلی العظیم

اور پھر اسی کے ساتھ ملتا جلتا مندرجہ ذیل واقعہ ہے پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

(۴)......خواجہ خواجگان سیدنا خواجہ بایزید قدس سرہ لیٹے ہوئے تھے کہ ایک منچلہ آیا۔ اس نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک پر پاؤں رکھا اور آگے گذر گیا کسی خادم نے کہا ارے یہ تو نے کیا کیا وہ بولا کیا ہوا خادم نے فرمایا یہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی ہیں اس نے کہا خواجہ بسطامی ہیں تو پھر کیا ہوا۔ ازاں بعد جب اس بے ادبی کرنیوالے کا آخری وقت آیا تو اس کا وہ پاؤں سیاہ ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا اور پھر اس پر بس نہیں بلکہ اس کی اولاد میں سے جس کسی کا آخری وقت آتا اس کا پاؤں سیاہ ہو جاتا۔ (رونق المجالس)

حسبنا الله ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم

(۵)......مولانا ابوبکر لکھتے ہیں میرے دادا جان مولانا عبدالجبار غزنوی نے امرتسر میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا اس میں ایک طالب علم اہلحدیث جو کہ اس مدرسہ میں پڑھتا بھی تھا اور امرتسر کی ایک مسجد تیلیانوالی میں خطیب بھی تھا ایک دن اس نے دوران تعلیم یہ کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ سے تو میں بہتر ہوں کیونکہ ابوحنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے اس سے زیادہ یاد ہیں اور پھر جب مولانا عبدالجبار کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس عبد

العلی کو میرے مدرسہ سے نکال دیا جائے وہ عنقریب مرتد ہو جائے گا۔
اس کو مدرسہ غزنویہ سے خارج کر دیا گیا اور پھر ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ قادیانی ہو گیا پھر اس کو مسجد والوں نے بھی ذلیل کر کے نکال دیا پھر کسی نے مولانا عبد الجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا۔ یہ سن کے فرمایا جب میں نے اس عبد العلی کی یہ بے ادبی والی بات سنی تو میرے سامنے بخاری شریف کی حدیث پاک آ گئی:

من عَادٰی لِی ولیاً فَقَد آذنته بالحرب (او کما قال)

یعنی، جس کسی نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی میری طرف سے اس کے لئے اعلان جنگ ہے۔

اور میری نظر میں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں اس لئے ان کی شان میں بے ادبی کرنے والے کا ایمان کیسے رہ سکتا ہے۔ (کتاب سیدی و ابی مصنفه ابو بکر غزنوی)

(۶)...... سلطان الہند خواجہ خواجگان سید غریب نواز سید معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا ایک مرد تھا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے متعلق بغض تھا جب کبھی کوئی اللہ کا بندہ سامنے آتا تو وہ منہ پھیر کر گزر جاتا جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے قبر میں اتارا اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا تو فوراً اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا اور بار ہا ایسا ہی ہوا لوگ بڑے حیران ہو پھر اچانک ہاتف سے آواز آئی اے بندو کیوں تکلیف اٹھاتے ہوا سے یوں ہی رہنے دو کیوں کہ یہ وہ بندہ ہے جو دنیا میں میرے ولیوں سے منہ پھیر لیا کرتا تھا اور جو شخص میرے ولیوں سے منہ پھیر لے اس سے میری رحمت بھی منہ پھیر لیتی ہے اور ایسا شخص راندہ درگاہ ہو جاتا ہے۔ (دلیل العارفین)

تنبیہ: اسی لئے حضرت خواجہ شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمہ نے فرمایا جو شخص ولیوں کی شان میں بے ادبی کر لے: ''**یخشی علیه سوءَ الخاتم**'' ڈر ہے کہ اس کا انجام بُرا ہو۔
جو شخص اپنے دل میں ولی کے متعلق بغض رکھے وہ بے ایمان مرتا ہے تو جو نبیوں کے نبی رسولوں کے امام اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے متعلق دل میں بغض رکھے جیسے کہ بعض

لوگ ہر مسئلہ میں منفی پہلو اختیار کرتے ہیں ان کا کیسے ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
اے میرے مسلمان بھائی جس دل میں محبت ہو وہ تو بے چون و چرا مان لیتا ہے لیکن جو شخص سینکڑوں احادیث مبارکہ کی موجودگی کا انکار کرتا جائے اس کے دل میں یقیناً بغض ہے پڑھ کر دیکھیں کتاب خلیفۃ اللہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عشق و محبت سے وافر حصہ عطا کرے۔ آمین

(۷)...... سنجار میں ایک شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔ جب وہ بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا تو وہ ہر قسم کی باتیں کرتا مگر کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا بارہا لوگوں نے اسے کلمہ شہادت سنایا مگر وہ کسی طرح کلمہ طیبہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ لوگ پریشان ہو گئے اور پھر حضرت خواجہ سوید سنجاری علیہ الرحمہ کو بلا لائے۔ آپ تشریف لا کر اس مرنے والے کے پاس بیٹھے اور مراقبہ کیا اور جب آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو اس مرنے والے نے کلمہ شہادت پڑھا اور کئی بار پڑھا حضرت خواجہ سوید سنجاری علیہ الرحمہ نے فرمایا چونکہ یہ شخص اولیاء کرام کی شان میں بے ادبی کیا کرتا تھا اس لئے اس کی زبان کو کلمہ شریف پڑھنے سے روک دیا گیا تھا اور جب میں نے مراقبہ کیا اور مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں نے دربار الٰہی میں اس کی طرف سے سفارش کی اور مجھے فرمایا گیا اے پیارے ہم نے تیری سفارش قبول کی لیکن شرط یہ ہے کہ جن میرے ولیوں کی شان میں یہ بے ادبی کیا کرتا تھا وہ بھی راضی ہو جائیں یہ ارشاد سن کر میں حضرۃ الشریفہ میں داخل ہوا اور جن اولیاء کرام کی شان میں یہ نکتہ چینی کیا کرتا تھا مثلاً خواجہ معروف کرخی، خواجہ سری سقطی، خواجہ جنید بغدادی، خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم ان حضرات سے میں نے اس شخص کی طرف سے معافی چاہی تو ان حضرات نے میری سفارش کی وجہ سے اسے معاف کر دیا اور اس نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر اس شخص نے بتایا کہ جب میں کلمہ شریف پڑھنا چاہتا تھا ایک سیاہ چیز میری زبان کو پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی میں تیری بدزبانی ہوں۔ میں تجھے کلمہ نہیں پڑھنے دوں گی ازاں بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا اس نے آتے ہی بلا کو دفع کر دیا اور کہا میں اللہ تعالیٰ کے

ولیوں کی رضا ہوں پھر اس شخص نے بتایا کہ اب میں زمین و آسمان کے درمیان نورانی گھوڑے دیکھ رہا ہوں جن کے سوار بھی نورانی ہیں اور سب پڑھ رہے ہیں:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ (قلائد الجواھر)

اور پھر وہ شخص کلمہ شہادت پڑھتے پڑھتے دنیا سے رخصت ہوگیا۔

درس عبرت: اے میرے مسلمان بھائیو! بے ادبی سے بچو بچو ورنہ پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ نیز غور کریں کہ اس مرنے والے کی قسمت اچھی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ولی خواجہ سوید سنجاری علیہ الرحمہ پہنچ گئے اور اس کی قسمت اچھی ہوگئی ورنہ ہر بے ادب گستاخ کے لئے کون آئے گا جو اسے معافی لے دے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ولا تکونوا من الغافلین

(۸)......حدیث پاک میں ہے ایک شخص نے نماز پڑھائی اور اس نے قبلہ رو تھوک دیا حالانکہ رسول اکرم ﷺ دیکھ رہے تھے اور جب نماز ختم ہوئی تو والی دو جہاں ﷺ نے نمازیوں کو بلایا اور فرمایا آئندہ اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں پھر جب وہ دوسری نماز کے لئے آگے بڑھا تو نمازیوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور اس کے استفسار پر نمازیوں نے بتایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ وہ دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے منع فرمایا ہے تو شاہ کونین ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے منع کیا ہے اور فرمایا:

قد آذیتَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (رواہ ابو داؤد، مشکوٰۃ)

یعنی، تو نے (قبلہ رو تھوک کر) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔

درس عبرت: جو شخص جہت قبلہ کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے تو نماز سے منع کیا جائے اور جو شخص کعبہ کے کعبہ حبیب خدا ﷺ کا ادب نہ کرے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہونا چاہئے۔ آج کل کا ہرزبان دارز کہ دیتا ہے کہ ہر ایک کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ سب

قرآن ہی پڑھتے ہیں سوال یہ ہے کہ جس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا تھا کیا وہ قرآن نہیں پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین

فقیر ابو سعید غفرلہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ